سلام اور اس کی حقیقت

رزا ابو الفضل

پیش لفظ

مرزا ابوالفضل صاحب ان شاذ و نادر ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی ساری عمر قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کے لئے وقف کردی ہے اور شاید ہی کوئی اور شخص اس وقت بقید حیات ہو جو اُس قدر انہاک اور اس قدر تسلسل سے اس کام میں گزشتہ پچاس سال سے منہمک رہا ہو۔

مرزا صاحب سے مجھے نیاز حاصل ہوکر چند سال ہوئے ہیں لیکن ان کی فطرتی گوشہ نشینی اور انکسار کی یہ حالت ہے کہ غیر معمولی ذرہ نوازی کے باوجود ان کی اکثر تصانیف کو اب تک مجھے دیکھنے کا بھی شرف حاصل نہیں ہوا ہے۔

ان کی متعدد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف میں یہ مضمون "اسلام اور اس کی حقیقت" قدامت کا حامل ہے۔ آج سے تقریباً چالیس سال قبل یعنی سنہ ۱۹۰۹ع میں کلکتہ میں جمیع مذاہب کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا۔ سوامی ویویکانندا اور ربندر ناتھ ٹیگور اس میں شریک تھے اور اسلام کی نمایندگی مرزا ابوالفضل صاحب نے کی تھی۔ اسی زمانہ میں ان کی تقریر کو عوام و خواص نے پسند کیا تھا اور اس درمیانی مدت میں یہ انگریزی تقریر متعدد مرتبہ چھپ کر تقسیم بھی ہوئی تھی۔ چنانچہ پانچویں مرتبہ سنہ ۱۹۴۳ع میں حیدرآباد کی ایک غیر معروف "بزم کاوش" کی طرف سے بھی شائع ہوئی ہے۔

اسلام

میں نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ”اسلام کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”تقریر میں خلوص اور تواضع“۔

میں نے کہا ”تو ایمان کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”صبر اور کرم“ (۱)

ایک شخص نے کہا ”اے رسول خدا، ایمان کی پہچان کیا ہے؟“ آنحضرت صلعم نے فرمایا ”جب تمہارے نیک عمل سے تمہیں خوشی او تمہارے برے فعل سے تمہیں رنج پہنچے تب تم ایماندار ہو“۔

اس شخص نے کہا ”توگناہ کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”جب (کسی کام کے کرنے میں) تمہیں اندر سے کوئی شئے سرزنش کرے تو اس کام کو ترک کردو (کہ وهی گناہ ہے)“ (۲)

اسی وقت سے مجھے اس کی بھی خواہش تھی کہ یہ مضمون اردو میں بھی شائع ہو لیکن مرزا صاحب کا طرزبیان اس قدر جامع اور مختصر ہے اور اس میں قرآن اور حدیث کے اتنے حوالے ہیں کہ خاطر خواہ اور رواں ترجمہ کرنا آسان کام نہ تھا ۔

اس مشکل کام کو زینہ بہ زینہ انجام دینے میں متعدد احباب نے سعی کی ہے ۔ سب سے پہلے میرے ایک عزیز میر لطف علی صاحب نے اس مہم کو سر لیا اور ایک لفظی ترجمہ کرهی ڈالا ۔ پھر نصیر الدین ہاشمی صاحب نے اسے دیکھا تیسری مرتبہ مولوی اجمل خاں صاحب اله آبادی نے اس ترجمہ کی درستی کی پھر میر ولایت علی صاحب حیدر آبادی اس کی روانی و سلاست میں کوشاں رہے اور بالآخر ترجمہ کے مسودہ پر خود ابوالفضل صاحب کی تصحیح اور مہر قبولیت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ۔

خدا کرے کہ اس رسالہ کو اردو داں اشخاص اورخصوصاً مسلمان پڑھیں اور غور سے پڑھیں فقط

جامعہ عثمانیہ

۸ مئی سنہ ۱۹۴۸ ع　　　　　　ہاشم امیر علی

کے ذریعہ بنی نوع انسان میں امن و امان اور اطمینان پھیلانا چاهیں -

یہ زمانہ کی سم ظریفی ہے کہ وہ نصب العین جس کا مقصد بنی نوع انسان کے لئے انفرادی کوشش سے اجتماعی چین اورسلامتی حاصل کرنا تھا وہ انفرادی چین اور سکون حاصل کرنے کے معنی میں رائج ہو گیا اور دوسرے مذاهب سے میل جول کے بعد اسلام کا مفہوم بھی صرف یہ رہ گیا کہ ہر چیز خدا کے سپرد کرکے ہر شخص اپنی قسمت پر شاکر ہو بیٹھے -

اسلام میں مذہب کا مفہوم

حضرت محمد صلعم نے مذہب کو انسان کے لئے ایک بالکل سیدھا سادہ فطری " قانون " قرار دیا ہے جس میں نہ کوئی کجی ہے اور نہ شک و شبہ کی گنجائش - آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ تمام اولاد آدم اسی سیدھے راستہ پر چلے گی لیکن ان کے بزرگ یا سرپرست انہیں خراب کر دیتے ہیں - کیونکہ یہی ارادی اور غیر ارادی طور پر اپنے چلن سے اپنے چھوٹوں کے لئے ایک غیر فطری نمونہ پیش کیا کرتے ہیں - (۴)

حضرت محمد صلعم نے ابتدائے اسلام ہی میں عیسائی بپتسمہ کی رسم اور دوسرے تمام رسومات جو عیار پیشوایان مذہب کے ہاتھوں انجام پاتے تھے اسلام سے خارج فرما دئے حضرت محمد صلعم کے نزدیک مذہب ایک بے لاگ اور

لفظ ”اسلام“ کا مفہوم

اسلام لفظ سَلَمَ سے نکلا ھے اور سَلَمَ کے معنی ھیں مطمئن ھونا چین اور سکوُن حاصل کرنا مکمل امن و امان میں داخل ھونا ۔سَلَمَ کے یه بھی معنی ھیں که خود کو اس کے حواله کردینا جو امن کا سر چشمه ھو ۔

اس مصدر سے جو اسم بنتا ھے یعنی ” سلام ،، اس کے معنی امن (برخلاف خوف) ” سلامتی “ ” تہنیت “ ”عافیت ،، کے ھوتے ھیں ۔

لیکن یاد رکھنا چاھئیے که یه اطمنان ، تسکین ، امن و امان ایک فرد کی نہیں بلکه ایک جماعت کی خصوصبت یا نصب العین کا بیان کرنا ھے ۔ اور واضح رھے که یه خصوصیت کسی جماعت کو اس طرح ھرگز حاصل نہیں ھوسکتی که اسکے جمله افراد اپنے اپنے لئے منفرداً اطمینان اور امن و امان کے خواھاں ھوں ، بلکه بر خلاف اسکے اسی جماعت کو صحیح معنوں میں ، چین سکون اور اطمینان حاصل ھوسکتا ھے جسکے افراد اپنی پوری سعی و قوت اس مقصد کے حاصل کرنے میں صرف کریں ، چنانچه قرآن میں مسلم کی تعریف میں ارشاد ھوا ھے ” که وہ گرم جوشی (اور اپنی پوری طاقت) سے راہ راست کی طرف بڑھتے ھیں ،، (۳)

افراد کے لئے دعوت اسلام در اصل یہی تھی که ایک ایسی جماعت میں داخل ھوں جسکے افراد اپنی سعی و کوشش

منحرف کردیگی - وہ تو بس اپنے وہم پر چلتی ہے اور صرف قیاس آرائی کرتی ہے ،، (۱۱)

قدیم رسولوں کا مذہب محض اعتقادات کا مجموعہ نہیں تھا بلکہ ایک مستعد اور متدین کارکن کی زندگی تھا -

،، کیا تم کہتے ہو کہ ابراهیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ اور انکی اولاد یہودی یا نصرانی تھی ؟ (۱۲) ابراهیمؑ نہ تو یہودی تھا اور نہ نصرانی بلکہ وہ ایک حنیف (سیدھے راستہ پر چلنے والا) اور مسلم (فرمانبردار) تھا اور وہ مشرکوں سے نہیں تھا (۱۳) -

حضرت محمد صلعم کی تعلیم کے مطابق تمام انسان ابتداءً ایک هی مذهب پر تھے (جسکو آنحضرت صلعم اسلام سے موسوم کرتے ہیں) جب آپس میں اختلاف رو نما ہوئے تو اللہ تعالی نے انہی میں سے پیغمبروں کو مبعوث کیا تا کہ حق کی طرف رهبری کریں (۱۴) - لوگ آپس میں صرف ضد کی بناء پر اختلاف کرتے تھے (۱۵) - یہ مذهب کی ابتداء تھی کچھ عرصہ بعد جیسے جیسے انسانوں کی نسل زیادہ ہوتی گئی اور وہ مختلف حصوں میں تقسیم ہوکر کثرت سے پھیل گئے تو ہر زمانہ میں (۱٦) ہر قوم کے لئے (۱۷) اسکی اپنی زبان میں (۱۸) مذهب سے آگاہ کرنے کے لئے اور خدا کا یہی دانشمندی اور حق وصداقت کا پیغام پہنچانے کے لئے (۱۹) پیغمبروں اور نبیوں کو لامتناهی سلسلہ سے بھیجا جاتا رہا (۲۰) -

بے تعصب دل و دماغ کا فطری رجحان ہے اور انسان اس زمین پر درحقیقت خدا کا خلیفہ ہے (۵) جسے اس کے مالک (خدا) کی طرف سے القاء ہوتا ہے کہ نیکی کرے اور بدی سے اجتناب کرے (۶) اور جب وہ اعلیٰ اور بہترین راستہ ترک کرکے عمداً گھٹیا اور اسفل راہ پسند اور اختیار کرتا ہے تو اس وقت اس کا شمار بدترین درندوں میں ہوتا ہے (۷)

قرآن میں ہے " تم اپنا رخ ایک حنیف (سیدھے راستے پر چلنے والا) کی طرح ثابت قدمی سے دین کی طرف رکھو جو اللہ کا ایک ایسا نظام ہے جس پر اس نے انسانوں کی تخلیق کی ہے۔ خدا کے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی - یہی پکا راستہ ہے مگر بہت سے لوگ اسکو نہیں جانتے - (۸)

" یہی تو اللہ کا دیا ہوا رنگ (صبغة اللہ- Baptism) ہے اور کوئی اللہ کے دیئے ہوئے رنگ روپ سے بہتر رنگ روپ نہیں ہے - ہم تو اللہ ہی کی پرستش کرتے ہیں " - (۹)

" ہم تو خدا ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں " - (۱۰)

غرض آنحضرت صلعم کا مذہب عجائبات سے پاک اور مشکوک موضوعات پر عقیدہ رکھنے سے مبرا ہے -

قرآن میں ہے :" اگر تو (اے رسول) اس اکثریت کی جو زمین پر بستی ہے پیروی کرے گا تو وہ تجھے خدا کی راہ سے

کے " رام "، "کرشن "، " بدھ "، ایران کے " زرتشت "، چین کے "کنفیوشیس"، کی بھی مساوی وقعت پیروان اسلام کے دلوں میں لازم ہے ۔

اخوت کا مفہوم

اسلام میں سارے انسان ایک وسیع برادری میں منسلک ھیں جس میں خدا ان کا خالق اور رب ھے جو سب کو ایک نگاہ سے دیکھتا ھے ۔ ایسی جملہ قومی اور نسلی گروہبندیاں جو ذاتی مفاد کے تحت قائم کی جاتی ھیں اسلام نے ان سب کو ختم کردیا اور محض مذھب کے نام پر کسی فرقہ بندی کو جائز نہیں رکھا ۔ اس کی تعلیم قطعاً فرقہ بندی سے الگ ھے اور وسیع ترین اصول پر قایم ھے ۔

حضرت محمد صلعم نے خدا کا حسب ذیل پیغام اپنی امت کو دیا ھے : لوگو، بیشک ھم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ھم ھی نے تمہارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ۔ بیشک خدا کے نزدیک سب سے بڑا عزت دار وھی ھے جو تم میں زیادہ پرھیزگار ھے(۲۳)

" اللہ تعالی نے اس زمین پر بسنے والے انسانوں پرنگاہ ڈالی ۔ عرب، عجمیوں سے نفرت کرتے تھے بجز ان بہترین لوگوں کے جو اھل کتاب میں سے تھے ۔ وہ فرماتا ھے کہ میں نے تمہیں اس لئے پیدا کیا ھے کہ تمہارا امتحان لوں اور تمہارے ذریعہ اوروں کا بھی امتحان لوں " (۲۴)

اس سے واضح ہے کہ حضرت محمد صلعم کا اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے اس کا کام صرف یہ ہے کہ زمانہ سابق کے پیغمبروں اور نبیوں نے جو مذہب پیش کیا تھا اسکو اسکی اصلی اور سیدھی سادی حالت میں پیش کرے -

مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو نظر انداز کردے جو عرصہ دراز تک اس دنیا میں درس عبرت دیکر رخصت ہوا ہے - اسکی یہ مجال نہیں کہ وہ بحیریتی کا ایک لفظ بھی ان کی شان میں زبان پر لائے - اس کے بر خلاف اس پر لازم ہے کہ وہ ہر نبی اور پیغمبر کی زیادہ سے زیادہ تعظیم و تکریم کرے (۲۱)- بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے :

"کہو کہ ہم توخدا پر ایمان لائے اور اس کلام پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور انکی اولاد پر نازل ہوا - جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا - ہم تو ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو خدا ہی کی اطاعت کرتے ہیں -(۲۲)

ہر مسلم نہ صرف حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد صلعم سے عقیدت رکھتا ہے بلکہ اقوام عالم کے تمام پیغمبروں کا معتقد ہے جو انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں ظاہر ہوئے - اسی طرح دوسرے ہزاروں ہادیوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان

جماعت ایک ہی جماعت ہے - اور میں تمہارا رب ہوں اسلئے مجھہ سے ڈرتے رہو - مگر ان لوگوں نے آپس میں اپنے دین کو کتابوں میں تقسیم کر لیا - ہر گروہ کے پاس جو ہے وہ اسی میں خوش ہے - (۳۰)

"اسطرح اللہ نے ہر امت کو اس کا عمل مرغوب کر دیا -" (۳۱)

"بیشک جو لوگ دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں اور فرقے بناتے ہیں تم ان سے کچھ سرو کار نہ رکھو ان کا معاملہ تو صرف خدا کے حوالہ ہے اور وہ انہیں بتلائیگا جو کچھ انہوں نے کیا ہے - (۳۲)

"وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو جس طریقہ پر چلتے پایا ہے اسی پر چلینگے گو ان کے بڑے نہ کچھ عقل سے کام لیتے ہوں اور نہ راہ راست پر ہوں ؟ (۳۳)

"وہ کہتے ہیں جنت میں کوئی قدم ہی نہ رکھ سکیگا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہے - یہ ان کا خیال خام ہے - تم کہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اپنا ثبوت پیش کرو - ہاں (یاد رکھو) جو شخص بھی خود کو خدا کا مطیع بناتا ہے اور اچھے کام کرتا ہے وہ اپنا بدلہ اپنے پروردگار سے پائیگا - ایسوں پر نہ خوف طاری ہوگا نہ وہ مغموم ہونگے" - (۳۴)

تخصیص اور تفریق کی برائی

غیر یہودیوں کے ساتھ بعض یہودیوں کے نامنصفانہ برتاؤ کے متعلق حضرت محمد صلعم کی تعلیم یہ تھی :—

" انسان یا تو صرف ایک پرہیزگار مؤمن ہے یا محض گناہ گار ہے " (۲۵)

" تم سب خدا کی عبادت کرو اور ایک دوسرے کے بھائی بنے رہو۔ اسی طرح کہ جیسے خدا نے تمہیں حکم دیا ہے " (۲۶)

اسلام میں اتحاد کی تلقین

حق کے معاملہ میں مصالحت اور اشتراک عمل کی فہمائش اس طرح کی گئی ہے ۔

" تم ان سے کہو کیا تم خدا کے بارے میں بحثیں کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا بھی ؟ ہمارے لئے ہمارے عمل اورتمہارے لئے تمہارے عمل ۔ ہم تو اسی کے ہیں " (۲۷)

" تم کہو اے اہل کتاب ، آؤ ہم تم ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم (سب) خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور کسی شئے کو اسکا شریک نہ بنائیں نہ ہم میں سے کوئی کسی اور کو خدا کے سوا اپنا پروردگار ٹھیرائے " (۲۸) .

"اے اہل کتاب ، اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور خدا کے بارے میں سچ کے سوا کچھ نہ کہو۔" (۲۹)

فرقہ بندی کی مذمت

"اے میرے پیغمبرو ، اچھی چیزیں کھاؤ اور عمل خیر کرو ۔بیشک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو اوریہ تمہاری

حائل ہوتے ہوں باوجود اس کے وہ اپنے ضمیر کو صاف رکھتے ہوئے ان کے ساتھ کھا پی سکتا ہے بلکہ شادی بیاہ بھی کرسکتا ہے ۔ حضرت محمد صلعم نے خود بت پرستوں کے مذہب کے قطعی خلاف ہوتے ہوئے بھی اپنی تین صاحبزادیاں (زینب ۔ رقیہ ۔ ام کلثوم) انہیں بیاہ دی تھیں اگرچہ اسلام کے ابتدائی پرآشوب زمانہ میں ان رشتوں کا انجام اچھا نہیں ہوا ۔ آپ کی صاحبزادیوں کے ساتھ برا برتاؤ کیا گیا یہانتک کہ انکے ایمان نہ لانے والے شوہروں نے جو حضرت محمد صلعم اور انکے ماننے والوں کو ایذا پہنچانے والوں میں شریک ہو گئے تھے ان بیبیوں کو اپنے گھروں سے نکال دیا۔ چھ سال بعد ان میں سے ایک کے شوہر ابوالعاص حضرت محمد صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی لڑکی کو سابقہ نکاح ہی پر پھر سے ان سے ملنے کی اجازت دے دی ۔ نہ کوئی جدید رسم نکاح ادا ہوئی اور نہ مہر کی ضرورت ہوئی ۔ (۳۷) بعض اور بت پرستوں کی بھی مسلم بیویاں تھیں (مثلاً صفوان اور عکرمہ) ۔ اور انکے رشتہ ازدواج کو حضرت محمد صلعم نے اسیطرح جائز رکھا جس طرح مسلمانوں کی بت پرست بیویوں کے رشتے کو (مثلاً ابن سفیان اور حکم) ۔ اسکے اظہار کی تو ضرورت ہی نہیں کہ مسلمانوں کے نکاح یہودیوں سے یا نصرانیوں سے یا ایسے لوگوں سے جو خدا پر اور خدا کی اخلاقی حکومت پر ایمان رکھتے ہیں مسلمانوں کے عام قانون کا جزو ہیں ۔ یہ تھا انسانوں کی اخوت کا عملی نمونہ جو رنگ اور نسل کے فرق سے

" وہ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر یہود کے بارے میں کوئی ذمہ داری نہیں - وہ جان بوجھکر خدا کے خلاف جھوٹ کہتے ہیں . . . . . ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا ' نہ تو قیامت کے دن خدا ان سے بات کریگا اور نہ ان کی طرف دیکھیگا اور نہ انہیں بری کریگا - ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہوگا " (۳۰)

اور جب انہوں نے اپنی کتابوں کی رو سے خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی تو حضرت محمد صلعم نے فرمایا " بیشک ایک جماعت ہے جو کتاب پڑھنے میں اپنی زبانوں کو پھیر دیتی ہے تاکہ تم گمان کرو کہ وہ اللہ کی کتاب سے ہے - حالانکہ وہ اللہ کی کتاب سے نہیں ہے - اور وہ کہتے ہیں - یہ اللہ کی طرف سے ہے ، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے - وہ جان بوجھ کر اللہ کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں "- (۳۶)

اسلام کا عملی بھائی چارہ

غرض کہ یہ وسیع دنیا ہر مسلم کیلئے کشمکش حیات اور حصول مقصد میں اشتراک عمل کیلئے بہت بڑا میدان پیش کرتی ہے - اس کا دین اسکی رہبری کرتا ہے کہ وہ (خود غرضانہ) مسابقت سے نہیں بلکہ اشتراک عمل سے انسانیت کی خدمت میں کوشاں رہے - کسی مسلم کو غیر مسلموں سے اچھا سلوک کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ مذہب اس کے لئے کوئی رکاوٹ پیش نہیں کرتا - سوائے ایسے لوگوں کے جن تک یہ رسائی پانا چاہتا ہے لیکن انکے خاص فرقہ وارانہ رسم و رواج اس کے

خبردار ہو جاؤ ۔ اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہذا اس کی پیروی کرو " (۴۰) ۔

یہ تھی وہ زندگی جو ابتدائی مذہب کی رو سے سب پر لازم کی گئی تھی اور جو کوئی اسکی خلاف ورزی کرتا وہ "گم کردہ راہ" تصور کیا جاتا تھا ۔ قرآن میں ایسے اشخاص کو " حد سے گزر جانیوالے " اور " ظالم لوگ " کہا گیا ہے ۔ نیز یہ کہ " یہ غلطی کرنے والے بے جانے بوجھے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کیا کرتے ہیں " ۔ (۴۱) ۔

انسان کی ذمہ داری

"کیا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے عمل صالح کیا ہے ان کے برابر کردیگا جو زمین پر فساد برپا کرتے ہیں؟ کیا وہ متقی اور مفسد کو ایک کردیگا؟" (۴۲)

" جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے تاکہ جو برائی کرتے ہیں انہیں ان کے عمل کی سزا دے اور جو نیکی کرتے ہیں انہیں بھلائی کے ساتھ اس کا اجر دے" (۴۳)

" چھوڑو ان کو جنہوں نے مذہب کو کھیل ٹھٹا سمجھ رکھا ہے اور جنہیں موجودہ زندگی نے دھوکہ دے رکھا ہے، اور اس کے ذریعہ انہیں یاد دلاؤ کہ ہر شخص اپنے کئے ہوئے عمل کے سبب گرفتار ہوگا ۔ بجز خدا کے اس کا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ بچانے والا ۔ اور اگر وہ پورا بدلہ بھی پیش کرے تو وہ اسکی طرف سے قبول نہیں کیا جائیگا ۔ (۴۴)

نا آشنا تھا اور جو انسانوں کو صرف انسانیت ہی اساس پر اور صرف انسانوں کی حیثیت سے ملنے کی تلقین کرتا تھا۔

مذہب کے نام سے تمام جھگڑے قطعی طور پر منقطع کردئے گئے، یہودی کہتے ہیں کہ نصرانی مذہب بے بنیاد ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی مذہب بے بنیاد ہے، حالانکہ دونوں وہی کتاب پڑھتے ہیں۔ نیز وہ لوگ بھی اسی طرح کہتے ہیں جو اہلکتاب نہیں۔ جس بات پر وہ جھگڑتے ہیں قیامت کے دن خدا اس کا فیصلہ کردیگا۔ (۳۸)۔ وہ کہتے ہیں کہ تم یہودی یا نصرانی ہوجاؤ تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ تم کہو نہیں۔ (میں تو) ملت ابراہیم حنیف پر ہوں جو مشرکوں میں سے نہ تھا،،۔ (۳۹)

اسلام کے قواعد

اسلام کے احکام اسطرح پیش کئے گئے ہیں: ،، آؤ، میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا واجب کیا ہے۔ تم کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے والدین سے نیک برتاؤ کرو.......... اور برے افعال جو صاف دکھائی دیں یا جو چھپے ہوے ہوں انکے قریب نہ جاؤ، اور کسی جان کو نہ مارو جسے خدا نے مقدس قرار دیا ہے سوا اس کے کہ یہ مقتضائے انصاف ہو.....اور۔ پورا ناپ دو اور انصاف سے تولو.......... اور جب بات بولو تو انصاف کی خواہ یہ اپنے کسی قریبی عزیز کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور خدا کے حکم کو بجالاؤ۔ یہ ہے جو وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ

"وہ ایماندار نہیں جو امانت دار نہیں ، اور اسکا کوئی مذھب نہیں جو وعدہ پورا نہیں کرتا "۔ (۵۱)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ھے ! کوئی بندہ حقیقت میں ایماندار نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وھی نہ چاھے جو اپنے لئے چاھتا ھے "۔ (۵۲)

"کیا ھم نے انسان کے دو آنکھ ایک زبان اور دو ھونٹ نہیں بنائے ؟ اور کیا ان کو دو شاھراھیں (نیکی و بدی کی) نہیں بتادیں ؟ اس پر بھی وہ بلند راستہ چلنے کی کوشش نہیں کرتا اور تم کیا جانو کہ بلندی کا راستہ کیا ھے ؟ ظالم کے پنجے سے کسی کی گردن چھڑانا یا یتیم رشتہ دار یا گرد آلود مسکین کو بھوک کے وقت کھانا کھلانا ۔ پھر ان لوگوں کا ساتھ دینا جو ایمان دار ھیں آپس میں ایک دوسرے کو استقلال اور ایک دوسرے کو رحم کی تلقین کرتے ھیں ۔ یہی لوگ مبارک ھیں ۔(۵۳)
مصیبت زدہ انسانوں کی خدمت کرنا ھی عین مذھب قرار دیا گیا ھے ۔

"کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو مذھب کو جھٹلاتا

ھے ؟ یہ تو وھی (شخص) ھے جو یتیم کو دھکے دیتا ھے اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) آمادہ نہیں کرتا "۔(۵۴)
شقی القلب عابد کو حسب ذیل تنبیہ کی گئی ھے : "تف ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے جان بوجھ کر غافل ھیں ، جو ریاکاری کرتے

زندگی براے خدمت

بهرحال اسلام میں خدمت هی خدمت هے انسان کی خدمت اور انسانیت کی بهلائی هی زیاده تر خدا کی عبادت هے ۔

" ساری مخلوق خدا کے عیال هیں اور تمام مخلوقات میں سب سے زیاده خدا کا پیارا وه هے جو اسکے عیال کی زیاده سے زیاده بهلائی کرتا هے " ۔ (۴۵)

" خدا اس پر رحم نه کریگا جو انسانوں پر رحم نه کرے (۴۶)

خداوند رحیم ان پر رحم کرتا هے جو دوسروں پر رحم کرتے هیں ۔ لهذا تم بهی اس زمین پر بسنے والوں پر رحم کروتا که وه جو آسمانوں میں هے تم پر بهی رحم کرے (۴۷) ۔ الله تعالی همیشه تیار رهتا هے که اپنے بندوں کی اسوقت تک مدد فرمائے جب تک اسکے بندے اپنے بهائیوں کی امداد کیلئے مستعد رهتے هیں " ۔ (۴۸)

ایک مسلم کی زندگی بے لوث محبت کی زندگی هے ۔

آنحضرت صلعم سے پوچها گیا ایمان کی جان کیا هے، آپ نے فرمایا "یه که تم محبت کروتو الله هی کیلئے اور نفرت کرو تو الله هی کیلئے اورجو تم اپنے لئے چاهتے هو وهی اور آدمیوں کیلئے چاهو اور جو اپنے لئے برا سمجهتے هو اسی چیز کو انکے لئے بهی (براسمجهو) " (۴۹)

" تم ایماندار نهیں هوسکتے جب تک که ایک دوسرے سے محبت نه رکهو " ۔ (۵۰)

تمہارا امتحان، اسکے ذریعہ سے لے جو اس نے تم کو الگ الگ دیا ہے ۔ تو تم سب خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لی جانیکی کوشش کرو ۔ آخر کار تمہیں خدا ھی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔ اس وقت وہ تمہیں بلائیگا جسکے متعلق تم اختلاف کرتے تھے ،، ۔(٥٩)

اسلام میں ایماندار کی زندگی ایک سخت امتحان ہے ۔ اس خصوص میں ارشاد ہوا ہے : ،،کیا لوگ سمجھتے ھیں کہ وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائینگے کہ ھم ایمان رکھتے ھیں اور ان کا امتحان نہ ہوگا ؟ ،، (٦٠)

بشک خدا نے ایمانداروں سے ان کی جان و مال خرید لئے ھیں "۔ (٦١)

،، تم ھر گز نیکی تک رسائی نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی محبوب‌ترین شئے دوسروں کے لئے صرف نہ کرو ،، ۔ (٦٢)

اسلامی خیرات ھمدردیوں کا ایک وسیع میدان ہے اور ساتھ ھی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے پہلو میں بھی اس کا لزوم سخت گیر ہے ۔

آنحضرت صلعم فرماتے ھیں : ،، ھر نیک عمل خیرات ہے ،، (٦٣) اپنے بھائی کی صورت دیکھکر مسکرانا بھی خیرات ہے ۔ نیکی کی ترغیب دینا، برائی کو روک دینا یہ بھی خیرات ہے ۔ کسی آدمی کو اجنبی جگہ میں راستہ بتانا بھی تمہارے لئے خیرات ہے

ھیں ،اور معمولی باتوں میں بھی دوسروں کی مدد نہیں کرتے ،،
(٥٥)

خدمت اور محض خدمت ھی خدا کی نظروں میں ایماندار کی پہچان ھے۔ ،، بیشک جولوگ قایل ھیں کہ ھمارا رب خدا ھے اور پھر سیدھے چلتے رھے، انکو نہ کچھ خوف ھوگا نہ وہ ملول ھونگے۔ یہی لوگ اھل جنت سے ھیں اور اپنی خدمات کے صلہ میں وہاں زمانہ دراز تک رھینگے،،۔(٥٦)

،، بیشک جو ایمان رکھتے ھیں یا جو یہودی یا عیسائی یاصابی ھیں جو کوئی خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھے اور ٹھیک کام کرے تو ان کو ان کا اجر ان کے پروردگار کے ھاں ملیگا اور نہ ان پر خوف ھوگا اور نہ وہ غمگیں ھونگے،،۔(٥٧)

خدمت

وسیع تر انسانیت کو مخاطب فرماتے ھوئے حضرت محمد صلعم نے اس طرح انسانوں کے مابین چھوٹے چھوٹے اختلافات کو ختم کرنے کی فہمائش کی ھے۔ ،، ھر قوم کے لئے اللہ تعالی نے عبادت کا طریق مقرر کیا ھے جسکے وہ پابند ھیں، اس لئے اس معاملہ میں وہ لوگ تم سے جھگڑا نہ کریں ،،۔(٥٨)

،، تم میں سے ھر ایک کو اللہ تعالی نے ایک قانون اور ایک کھلا راستہ بتادیا ھے۔ اگر وہ چاھتا تو تم سب کو یقیناً ایک ھی امت کر دیتا، مگر (اس نے ایسا نہیں کیا) تا کہ

میں حسب ذیل ہے :" بیشک خدا انصاف اور نیک عمل کرنیکا حکم دیتا ہے - یہ بھی کہ قرابت داروں کو ان کا حق پہنچایا جائے اور (وہ) منع کرتا ہے بے حیائی کے کاموں ، ناپسندیدہ حرکات اور حد سے گذر جانے کو " - (۱ے)

حضرت محمد صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ " جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو اسے چاھئیے کہ اپنے ھاتھوں سے اسے ٹھیک کردے - اگر ایسانہ کرسکے تو اپنی زبان سے اسکے خلاف کہے ، اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو اسے چاھئیے کہ دل سے اس سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے " (۲ے)

" اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ! وہ بات کرنے کہو جو معقول ھو اور منع کرو ظلم سے — ورنہ خدا یقیناً تم پر غضب نازل کریگا اور تم اسے پکارو گے اور وہ تمہیں جواب نہ دیگا " - (۳ے)

" لوگ جو آپس میں باتیں کرتے ھیں ان میں اکثر کوئی بھلائی کی بات نہیں ھوتی سوائے اس کے جو خیرات یا اچھے کام یا انسانون میں مصالحت کے بارے میں ھو " - (۴ے)

" بھلائی اور زھد میں ایک دوسرے کی مدد کرو ، مگر گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو - اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ سزا دینے میں سخت ہے " - (۵ے)

کسی ایسے کو امداد پہنچانا جسکی بینائی میں خرابی ہو یہ بھی تمہاری خیرات ہے ۔ راستہ سے ہڈیاں، کانٹے اور پتھر دور کرنا یہ بھی تمہاری خیرات ہے ۔ اپنا سیندھا ہوا پانی اپنے بھائی کے ظرف میں بھر دینا یہ بھی تمہاری خیرات ہے،، (٦٤)
،،کسی اچھے کام کو حقیر نہ سمجھو اور اپنے بھائی سے گفتگو کرو تو کشادہ پیشانی سے کرو ۔ یہ بھی اعمال خیر اورھمدردیوں میں سے ہے (٦٥)

حضرت محمد صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ،، مرتے دم بھی مؤمن کے ماتھے سے اس کی مشقت کا پسینہ سوکھنے نہیں پاتا،، ۔ (٦٦)

وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اسکا ہمسایہ پڑوس میں بھوکا پڑا رہے ۔ (٦٧)

،،مؤمن کے لئے دنیا قید خانہ ہے اور غیر مؤمن کے لئے جنت،، ۔ (٦٨)

مسلم کی جنت کے بارے میں فرمایا کہ،، وہ تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے،، ۔ (٦٩)

حضرت محمد صلعم نے فرمایا ہے کہ،، دوزخ کی آگ خواہشات نفسانی کے پردہ میں ڈھکی ہے اور جنت مشقت کے پردہ کے پیچھے ۔ (٧٠)

انسان کا فرض

اسلام میں انسان کا فرض کیا ہے اس کا جواب قرآن

چند معاشرتی مسائل

اسلام نے قوموں کے مذھبی عقائد و رسوم کے متعلق جو اصلاحات پیش کئے ھیں ان کے مختصر تذکرہ کے بعد اب میں اسلام کے معاشرتی اصلاحات کے سلسلہ میں ایک سرسری نگاہ ڈالونگا ۔

بی بیون کا احترام

اسلام کا پہلا سبق ھے کہ بی بیوں کا احترام کیاجائے ۔ قرآن میں ھے " لوگو ، اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک ھی جنس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا ،. اور ان جوڑوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دور دورپھیلائیں۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سےسوال کرتے ھو ، اور بی بیرں کا احترام کرو۔ بیشک خدا تم کودیکھ رھا ھے"۔(۸۰)

حضرت محمد صلعم نے بی بیوں کو " دنیاکی سب سے زیادہ بے بہاء شئے" "انسانوں کی ماں "، وغیرہ جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ھے ۔

عمرانی زندگی میں کسی صورت میں بھی وہ کسی اور سے حقیر نہیں۔ قرآن کے الفاظ میں " مرد تو بی بیوں کے خدمت گزار ھیں "۔ (۸۱)

"کسی گروہ کے بغض و عناد کی وجہ سے تم زیادتی پر نہ تل جاؤ بلکہ انصاف سے کام لو۔ یہ بات زھد سے قریب ھے۔ اور خدا سے ڈرو۔ بیشک خدا کو معلوم ھے جو کچھ تم کرتے ھو"۔(۷۶)

انسان کی آزاد حیثیت

اپنے فعل میں انسان کو سراسر آزاد اور ذمہ دار قرار دیا ھے:۔

" جب وہ رکیک کام کرتے ھیں تو کہتے ھیں ھم تو اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر دیکھتے آئے ھیں اور خدا نے ھم کو یہی حکم دیا ھے۔ تم کہو خدا بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم خدا کے بارے ایسی باتیں کہتے ھو جو تم نہیں جانتے" (۷۷)

" تم کہو کہ میرا رب صرف رکیک حرکات کو منع کرتا ھے، وہ جو ظاھر ھوں، اور وہ جو چھپی ھوں اور گناہ کو اور زیادتی کو جو حق پر نہ ھو، اور خدا کے شریک قرار دینے کو جس کے لئے اسنے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہنے کو جو تم نہیں جانتے"۔(۷۸)

" بے شک خدا کسی نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم پر کی ھو جب تک کہ وہ خود اپنی حالتوں کو نہ بدلیں"۔(۷۹)

نه دیکھوگے ،، ۔ (۸۸)

,, ازدواجی تعلقات باھمی محبت کو خاندانوں اور لوگوں میں سب سے زیادہ بڑھاتے ھیں ۔ جب کوئی خدا کا بندہ نکاح کرتا ھے تو وہ اپنا نصف مذھب مکمل کرلیتا ھے ،، ۔ (۸۹)

,,تم ان سے نکاح کرو جن سے تم محبت کرسکو اور جو تم سے محبت کریں ،،۔ (۹۰)

,, جب تم میں کوئی شادی کرے تو انہیں ایک دوسرے سے ملاقات کرلینے دو ،، ۔ (۹۱)

,,بی بی کی مرضی اور منشاء کے خلاف کوئی شادی نہیں ھوسکتی ،،۔,,اگر وہ راضی نہ ھو تو شادی ھر گز نہیں ھوسکتی،،۔(۹۲)

شادی میں بی بی کا حصه

وہ بی بی جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ھو، اسے کامل آزادی دیگئی ھے خواہ وہ کسی خاص آدمی سے شادی کرے یاشادی سے انکار کرے۔ ولی یا سرپرست اسکی مرضی کے بغیر اسکو بیاہ دینے کی قدرت نہیں رکھتے جس لڑکی کی شادی اسکے سرپرستوں نے بچپن ھی میں کر دی ھو بالغ ھوتے ھی اسے اختیار دیا گیا ھے که وہ نکاح کو بحال رکھے یا ختم کردے۔

کسی نکاح کے درست ھونے کے لئے ھر دو (میاں بیوی) میں شعور، بلوغ، اور آزادی، ان تین شرطوں کا ھونا ضروری قرار دیا گیا ھے۔ ایک شخص جو قانونی اعتبار سے بچه ھے کسی معامله

اسلام میں عورت کے سہاگ کی زندگی لطیف ترین ہے ۔
" تمہاری بیویاں تمہاری عزت ہیں اور تم ان کی عزت ہو "۔
(۸۲) وہ مردوں پر ایسے ہی حقوق رکھتی ہیں جیسے مرد ان
پر ، دستور کے مطابق "۔ (۸۳) " مرد کو اپنے ماں باپ اور
عزیز کے ترکہ میں حصہ ملیگا اور بی بیوں کو بھی اس ترکہ
میں حصہ ملیگا جو انکے ماں باپ عزیز اور اقارب چھوڑجائیں۔
خواہ تھوڑا ہو یا بہت ۔ ان کا ایک مقررہ حصہ ہے "۔ (۸۴)
" مرد کو انکی کمائی کا حصہ اور بی بیوں کو ان کی کمائی کا
حصہ ملیگا "۔ (۸۵)

شادی بیاہ

مذہب اسلام کے مطابق بیاہ کی حیثیت محض قانونی عہد
و پیاں کی نہیں ہے اور نہ وہ صرف تفریحی درمیانی مشارکت ہے ،
وہ ایسا تعلق بھی نہیں جو سہولت کی غرض سے قائم کیا جائے
اور کسی وقت بھی اپنی وقتی خواہش سے ختم کردیا جاسکے ۔
وہ ایک قدرتی ادارہ ہے جسکی بنیادیں مستحکم اور جسکے
اصول خود نسل انسانی کے اصول کی طرح مقرر و منضبط ہیں۔ وہ
ایک مقدس اور زبردست تعلق ہے۔ (۸۶) تا کہ تم انہیں (بیویوں کو)
اپنا راز دار بناؤ اور تم میں آپس میں محبت اور الفت رہے "۔ (۸۷)

شادی کے متعلق حضرت محمد صلعم کے چند ارشادوں کا
بیان کرنا بیجا نہ ہوگا ۔

" تم کوئی چیز محبت پیدا کرنے والی جیسا کہ شادی ہے

دیگر مسائل

اسی سلسلہ میں مجھے اجازت دیجئے کہ میں درس اسلام کی روشنی میں کثرت ازدواج ، رواج حرم و جاریہ (بیوی و لونڈی)، طلاق اور پردہ جیسے رسم و رواج پر بھی روشنی ڈالوں ۔

مختصراً میں یہ کہونگا کہ ان میں سے کوئی بھی اسلام کا جزو نہیں ھے ۔ اسلام نے جب کبھی اپنے زمانے کے معاشرے میں ایسے مسئلے مخصوص کئے جنکو نظر انداز کرنا کسی طرح مناسب نہ تھا تو خاموشی سے چند اصول بنادئے تا کہ جب وقت سازگار ھو یہ اصول اندرونی طرح پر اس مسئلہ کے حل میں ممد و معاون ھوں ۔

کثرت ازدواج

متعدد نکاح کے متعلق قرآن میں ھے کہ " تم شادی کرسکتے ھو ایسی بی بیوں سے جو تمہارے لئے جائز ھوں دو دو تین تین یا چار چار ۔ لیکن اگر تم ڈرتے ھو کہ تم یکساں برتاؤ نہ کرسکو گے [اور تم بی بیوں کے درمیان ھرگز یکساں برتاؤ نہیں کرسکتے اگر چہ تم کتنا ھی چاھو (۹۴) ۔ اور خدا نے آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے ھیں (۹۵)] تب صرف ایک ھی یا جو تمہارے پاس پہلے ھی سے ھے ۔ بس اصل شرط یہ ھے کہ تم کسی کی طرف داری نہ کرو ۔ (۹۶)

کثرت ازدواج کے علاوہ کسی بی بی کو بلا نکاح ۔

میں شرکت کے قابل متصور نہیں ہوتا ، لہذا وہ شادی کے عہد و پیمان کو طے کرنے کا مجاز نہیں - ایسے شخص کا نکاح فسخ قرار دیا جاتا ہے - جو ابھی سن شعور کو نہ پہنچا ہو یا جو شعور نہ رکھتا ہو ، یا جو اس عمل کے انجام کو نہ سمجھ سکتا ہو -

اسلام میں بالغ اور ذی شعور بی بی کی حیثیت نکاح کے عہد و پیمان کے بارے میں بالکل قطعی ہے - اسکو کسی سرپرست کی ضرورت نہیں ہے - ہاں ، البتہ بی بی کے مفاد کے مد نظر اگر یہ متصور ہو کہ وہ اس معاہدہ کی حقیقت کو نہ سمجھ سکیگی ، اور پھر ذیلی امور کا تصفیہ کرنے کے لئے ، یا لڑکی کو کسی بوالہوس کے پھندے میں پھنسنے سے بچانے کی خاطر ، یا کسی ایسے شخص سے شادی کرنے سے روکنے کی خاطر جسمیں اخلاقی یا معاشی نقطۂ نظر سے اسکا ساتھی بننے کی اہلیت نہو ، عموماً ایسے سرپرست مثلاً ماں ، بڑی بہن ، یا کوئی ایسے رشتہ دار کو سرپرست بنانے کی رائے دیگئی ہے جس میں ان معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت ہو - قانوناً بی بی کو اس معاملہ میں بالکلیہ اختیار حاصل ہے - نہ صرف اسکو محض اپنا مفاد مدنظر رکھنے کا اختیار ہے بلکہ وہ جسکو چاہے اپنا نائب اپنے حقیقی مفاد کی نگرانی کے لئے مقرر کرسکتی ہے - قانون اسلام میں لڑکی کے سرپرست کو جو کچھ اختیار حاصل ہے وہ لڑکی ہی سے حاصل ہے اور وہ محض لڑکی کے مفاد ہی کے مدنظر عمل کرسکتا ہے - (۹۳)

موجودہ پردہ کا رواج

سارے قرآن میں کہیں بھی موجودہ پردہ کی تائید نہیں ملتی جس کے ذریعہ عورت بالکلیہ مردوں کے معاشرہ سے علحدہ چار دیواری کی دنیا کے باہر کی فضاء سے محروم کردیگئی ہے ۔

قرآن میں ہے۔ تمہاری بی بیوں میں سے جو بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان کے خلاف اپنے میں سے چار گواہ بلاؤ ۔ اگر وہ گواہی دیں تو ان بی بیوں کو اوس وقت تک گھروں میں بند رکھو کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے ۔ (۱۰۱)

بدکار عورت اور بدکار مرد ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے قانون میں تم کو ان پر ترس نہ آنا چاہئے ۔ قرآن سورہ نور (۲۴) آیت ۲

حیاء

بیشک حیاء ایسی خوبی ہے جس پر حضرت محمد صلعم نے بلا لحاظ صنف بہت زور دیا ہے ۔

"مردوں میں سے جو ایماندار ہیں ان سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں ؛ یہ ان کے لئے زیادہ زیبا ہوگا۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ۔ اور بی بیوں میں سے جو ایماندار ہیں ان سے کہو کہ

(بحیثیت حرم یا جاریہ یا داشتہ) رکھنے کی قرآن میں متعدد جگہ قطعاً ممانعت کی گئی ہے - (۹۷)

طلاق

حضرت محمد صلعم نے اسی طرح سختی سے طلاق کی مذمت کرتے ہوے فرمایا ہے کہ " اللہ کی نگاہ میں انسانوں کا سب سے زیادہ ناگوار فعل طلاق ہے" (۹۸)

قرآن بیشتر مواقع پر ایسے معاملات کو تصفیہ کے لئے کسی ثالث (جج یا حکم) کے سپرد کرتا ہے (۹۹) اور اس طرح ترغیب دیتا ہے کہ وہ پھر آپس میں ملجائیں ۔ " اور اگر تم ان سے نفرت کرتے ہو تو ممکن ہے تم ایسی چیز سے نفرت کرتے ہو جس میں اللہ تعالی نے تمہارے لئے بہت کچھ بھلائی رکھی ہے - (۱۰۰)

بیوی کو بھی اسلامی قانون میں برا برتاؤ، قلت پرورشی، اور بہت سے دیگر وجوہ کی بناء پر حق حاصل ہے کہ وہ علحدگی پر اصرار کرے مگر سوائے ایسی صورت کے کہ وہ علحدگی کے معقول وجوہ بتاسکے اسے اپنا مہر حاصل کرنیکا حق نہیں رہتا ۔ برخلاف اس کے جب طلاق کی ابتداء شوہر کی طرف سے ہو (سوائے ایسی صورت کے کہ بیوفائی کی بناء پر طلاق دیجائے) تو ادائی مہر کے علاوہ ان سب چیزوں سے شوہر کو دست بردار ہوجانا پڑتا ہے جو ازدواجیت کے زمانہ میں اسنے اپنی بیوی کو دی تھیں ۔

آنحضرت صلعم نے ایک قانون نافذ فرمایا جسکے ذریعہ غلام کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی آزادی اپنی خدمت کی اجرت سے خرید سکتا ہے، اور اگر ان بیچاروں کو فی الوقت مادی فائدہ کے ذرائع نہ ہوں اور وہ چاہتے ہوں کہ کسی اور کی ملازمت اس مقصد سے کریں تو انہیں اجازت دینے کی فہمائش کی گئی کہ ان کے آقا انہیں اس غرض کے لئے کاغذ لکھا چھوڑدیں (۱۰۵) آنحضرت صلعم نے انہیں آزادی حاصل کرنے کے لئے بیت المال سے بھی رقم دینے کا حکم نافذ فرمایا ہے۔ (۱۰۶)

غرض حضرت محمد صلعم کی تعلیمات کا حقیقی مقصد بردہ فروشی کو نا ممکن کرنا تھا۔ اگر چہ اس موضوع پر بیان کی زیادہ گنجائش ہے لیکن میں اسے پس پشت ڈال کر اس عام قدر و منزلت کا تذکرہ کرنا ہوں جو اسلام میں ہر ذی حیات کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

جان کا احترام

اسلام میں کسی متنفس کی بیوجہ جان لینا قابل نفریں قرار دیا گیا ہے۔ ”کوئی زمین پر چلنے والا جانور اور کوئی بازؤں پر اڑنے والا پرند ایسا نہیں جو تمہاری ہی طرح ایک مخلوق نہ ہو، پھر وہ اپنے پروردگار کے پاس اکھٹے ہونگے“۔(۱۰۷)

جو کوئی ایک گوریہ (چھوٹی چڑیا) کو بلاوجہ ماریگا، قیامت کے دن وہ خدا سے یہ کہہ کر فریاد کریگی ” اے میرے رب، فلاں

وہ اپنی نگاھیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں، اور آرائش و جمال کو ظاھر نہ ھونے دین بجز اس کے جو (بغیر ظاھر کئے) ظاھر ھوتا ھے۔ انہیں چاھئے کہ وہ اپنے سینوں پر اوڑھنی اوڑھے رھیں، اور اپنی آرائش و جمال کو سوائے اپنے شوھروں یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوھر کے باپ داداؤں یا اپنے لڑکوں یا اپنے شوھر کے لڑکوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائی کے لڑکوں یا اپنی بہنوں کے لڑکوں یا اپنی جیسی بی بیوں یالونڈیوں یامرد نوکر چاکرجو مکار نہیں یا بچے جنہیں نسوانیت کا فرق نہیں معلوم کسی اور پر ظاھر ھونے نہ دیں اور انہیں چاھئے کہ وہ اپنے پیر زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ آرائش ظاھر ھوجائے۔ اے ایماندارو، تم سب خدا کی طرف رجوع کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (۱۰۲)

''اے رسول، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والوں کی بی بیوں سے کہو کہ وہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیں (جب وہ باھر چلیں) اس سے ان کی تمیز ھوسکے گی اور ان کو کوئی چھیڑیگا نہیں''۔ (۱۰۳)

غلامی

غلامی کی نسبت میں صرف یہ کہہ سکتا ھوں کہ حضرت محمد صلعم اس رواج کو قطعاً غیر انسانی تصور فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا ''غلام کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی چیز خدا کو خوش نہیں کرتی''۔ (۱۰۴)

آنحضرت صلعم نے کھلم کھلا ان اشخاص کی سنگدلانہ حرکت کی مذمت فرمائی جو چیونٹیوں کے گھروں کو جلا دیتے تھے۔ (۱۱۶)

آنحضرت صلعم نے چڑیوں کے گھونسلوں سے انڈوں کے چرانے کو منع فرمایا ہے (۱۱۷) اور چڑیوں کے بچوں کو پکڑ کر ماں کو دکھ دینے سے بھی منع فرمایا ہے، اور جب کوئی اس طرح بچے پکڑ بھی لاتا تو انہیں ان کے گھونسلوں میں واپس رکھوا دیا کرتے تھے (۱۱۸) ۔ اور جانوروں کے چھوٹے بچے بھی آپ انکی ماؤں کے پاس واپس کرا دیا کرتے تھے۔

ایمان والوں سے توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنے پالتو جانوروں کے آرام و آسائش کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات پر بھی نگاہ رکھیں۔ گھوڑے کی پیشانی کے بال مت کاٹو، کیونکہ اس میں ایک زینت مضمر ہے نہ اسکی ایال نکالو، نہ اسکی دُم کاٹو کیونکہ یہ مکھیوں کے اڑانے کا ذریعہ ہے۔ (۱۱۹)

حضرت محمد صلعم کو اپنے بے زبان اور غریب خدمت گار جانوروں کے ساتھ تھوڑی سی بھی لاپروائی کے خیال سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ حضور اکرم صلعم کو اپنی عبا سے اپنے گھوڑے کے چہرہ کو صاف کرتے ہوئے دیکھا گیا اور دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ رات کو مجھے خدا کی طرف سے اپنے گھوڑے کے بارے میں تنبیہ کی گئی ہے۔ (۱۲۰)

شخص نے مجھے بے ضرورت مارا ۔ اس نے مجھے کسی مصرف کے لئے نہیں مارا تھا ،، ۔ (۱۰۸)

,,کوئی شخص جو بغیرحق ایک گوریہ یا اس سے بھی ادنی چیز کو ماریگا تو اس سے اس بارہ میں خدا جواب طلب کریگا۔ (۱۰۹)

,, ایسی چیزوں کو جن میں زندگی ہو تیر اندازی کا نشانہ نہ بناؤ،،۔(۱۱۰)

حضرت محمد صلعم نے کسی جاندار کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ھے (۱۱۱)۔ آپ نے درندوں کو آپس میں لڑانے سے بھی منع فرمایا ھے (۱۱۲) یہاں تک کہ کسی جانور کے چہرے پر مارنا یا اس کے چہرے پر داغ دینا بھی منع فرمایا ھے (۱۱۳)

حضرت محمد صلعم نے ایک بدکار عورت کو معاف فرمایا اور اسکے حق میں اس لئے دعا کی کہ وہ ایک کتے کے ساتھ (جو اپنی زبان پیاس سے باھر نکالے ہوئے قریب المرگ تھا) ھمدردی سے پیش آئی تھی ، اور اس نے اپنا جوتا اوڑھنی سے باندھ کر کتے کے لئے کنویں سے پانی نکال کر دیا تھا ۔ (۱۱۴)

آنحضرت صلعم ایک ظالم عورت پر ناراض ہوئے جس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی ، کیونکہ اس نے اسے کھانے کو نہیں دیا اور نہ اسے کھولا کہ وہ زمین پر چلتے۔ پھرتے جانور اور کیڑوں کو کھاسکتی۔ (۱۱۵)

گئی ہے مگر وہ ایسی نہیں ہے جیسا عام طور پر فرض کرلیگئی ہے کہ ہر غیر مسلم سے جنگ محض اس لئے کی جائے کہ وہ غیر مسلم ہے بلکہ صرف کسی اصول کے تحفظ کے لئے یا خود اپنی حفاظت کی خاطر جنگ جائز رکھی گئی ہے ۔قرآن میں ہے :-

کیا تم ایسے لوگوں سے نہیں لڑوگے جو تم سے لڑائی کی ابتداء خود کرتے ہیں ۔ (۱۲۶) ۔ اور کیا چیز تمہیں روکتی ہے کہ تم خدا کی راہ میں (حق کے لئے) نہیں لڑتے اور ایسے کمزور مردوں بی بیوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب، ان جابر (ظالم) لوگوں کے شہر سے ہمیں نکال اور تو اپنے پاس سے ہم کو ایک سرپرست سرفراز فرما اور تو اپنے پاس سے ہمیں ایک مددگار عنایت کر (۱۲۷)

”جنکے خلاف جنگ کی گئی ہے انکو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں اسلئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے ،،۔ (۱۲۸)

ایک اصول

مختصر یہ کہ اسلام میں جنگ کے لئے حسب ذیل قانون ہے :-

” جو تم سے جنگ کریں ان سے اللہ کے مقرر کئے ہوئے اصول کے مطابق لڑو، مگر حد سے گذر نہ جانا ۔ بیشک خدا حد سے گذر جانے والوں کو پسند نہیں فرماتا..... لیکن اگر وہ باز آئیں

"اپنے جانوروں کی پشتوں کو چبوترے تصور نہ کرو"
(کہ اون پر دیرتک بیٹھے رہو) (۱۲۱) رسول اکرم صلعم کی
ایک بیوی فرماتی ھیں کہ مین ایک بے قابو اونٹ پر سوارتھی
اور میں نے اسے سختی سے موڑا جس پر رسول اکرم صلعم نے ارشاد
فرمایا: "تمہارا فرض ھے کہ نرمی سے پیش آیا کرو" (۱۲۲)

آنحضرت صلعم اکثر کسی تکلیف میں مبتلا جانور کے
پاس تشریف لیجاتے اور اسکی پیٹھ تھپکتے اور ان کے مالکوں کو
نصیحت فرماتے تھے کہ تھکن میں ظلم کی بجائے نرمی سے
پیش آئیں - (۱۲۳)

حضرت محمد صلعم نے بتلایا کہ قیامت کے دن خاص
طور پر لوگوں سے ان کے بے زبان غریب خدمتگار جانوروں کے
بارے میں جواب طلب کیا جائیگا - (۱۲۴)

انسان کی زندگی کے متعلق قرآن کی تعلیم ھے کہ "جو
کوئی بھی ایک جان کو قتل کریگا دوسری جان کے بدلہ میں
نہیں، بلکہ زمین پر فساد برپا کرنے کی غرض سے تو یہ عمل
ایسا ھے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے
بچایا ایک جان کو تو یہ ایسا ھے جیسے اس نے تمام انسانوں
کو بچا لیا" - (۱۲۵)

حقیقی جہاد

اسلام میں جنگ و جدل کے اصول کی بھی تعلیم دی

هوں ۔ تمہارا مذھب تم کو مبارك اور میرا مذھب مجھکو (۱۳۱)

”خدا کے سوا جنھیں یہ پکارتے ھیں انہیں برا نہ کہو ، کیونکہ تب وہ بغیر سمجھے بوجھے ضد سے خدا کو برا کہہ دیں گے ،، ۔ (۱۳۲)

” مذھب میں جبر و اکراہ جائز نہیں ھے ۔ سیدھا راستہ خود ھی غلط راستہ سے بالکل علحدہ اور واضح ھے ،، (۱۳۳)

اور اگر تمہارا رب مناسب سمجھتا تو یقیناً سب کے سب جو زمین پر بستے ھیں ایمان لاتے ۔ تو کیا تم انسانوں کو اس کے لئے مجبور کرو گے کہ وہ ایمان لائیں ؟ ۔ (۱۳۴)

اس موقع پر یہ امر بھی قابل تذکرہ ھے کہ اسلام میں مرتدوں کے خلاف بھی کسی قسم کی سختی نہیں برتی گئی ھے ۔ قرآن میں ھے :

”اے ایمان والو ، تم میں سے جو کوئی اپنے مذھب کو ترك کریگا خدا (اسکی جگہ پر) ایسے لوگوں کو لائیگا جن سے وہ محبت کریگا اور جو اس سے محبت کرینگے ، ایمانداروں کے ساتھ منکسر (خلیق) اور کافروں کے لئے کڑے (سخت) ھونگے اللہ کے راہ میں وہ جد و جہد کرینگے اور کسی بد گو کی بد کلامی سے نہیں ڈرینگے ۔ یہ اللہ کا فضل ھے کہ جسے وہ چاھتا ھے سرفراز کرتا ھے اور اللہ بڑی وسعت والا ۔ بڑے علم والا ھے “ ۔ (۱۳۵)

تو ان سے دشمنی نہ برتی جائے بجز ان لوگوں کے جو ظلم کریں - (۱۲۹)

توضیح

اس خیال سے کہ کہیں مندرجہ بالا قانون کی غلط تعبیر نہ کی جائے میں مندرجہ ذیل آیت بھی پیش کئے دیتا ہوں -

"وہ لوگ جنہوں نے تم سے مذہب کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال باہر نہیں کیا، ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور انصاف سے پیش آنے کو خدا منع نہیں کرتا - یقیناً خدا انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے - خدا صرف ان سے دوستی کی ممانعت فرماتا ہے جو تم سے مذہب کے لئے لڑیں اور جو تمہیں تمہارے گھروں سے نکال باہر کریں اور جو تمہارے نکال باہر کرنے میں ایک دوسرے کو امداد دیں - اور جو کوئی ان سے دوستی کرے وہ ظالم ہیں - (۱۳۰)

مذہبی رواداری

رسول اکرم صلعم نے سب سے زیادہ مذہبی رواداری کی تعلیم دی ہے، چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے تم کہو اے وہ لوگو جو ایمان نہیں لاتے - میں پرستش نہیں کرتا اسکی جسکی تم پرستش کرتے ہو اور تم پرستش نہیں کرتے اسکی جسکی میں پرستش کرتا ہوں - نہ میں عبادت کرونگا اسکی جسکی تم عبادت کرتے ہو نہ تم عبادت کروگے اسکی جسکی میں عبادت کرتا

تم هی میں سے رسول آئیں اور میرے احکام تمکو سنائیں اسوقت جو کوئی غلط عمل سے خود کو بچائے اور اصلاح (کی کوشش) کرے ایسوں پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اورنہ وہ مبتلائے غم ہونگے ۔ مگر وہ جو ہمارے احکام کو جھٹلائینگے اور ان سے روگردانی کر ینگے یہ (لوگ) جہنمی ہونگے اور وہ اس حالت تکلیف میں زمانہ تک رہینگے ۔ (۱۳۸)

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ تمہیں جو احکام دئے گئے ہیں اگر ان میں کے دسویں حصہ کو بھی چھوڑدو گے تو تباہ ہوجاؤ گے ۔ اسکے بعد ایک زمانہ آئیگا جس میں وہ لوگ جو موجودہ احکام کے دسویں حصہ کو بھی ملحوظ رکھینگے فلاح و نجات پائینگے ۔ (۱۳۹) ۔

قرآن میں آنحضرت صلعم کو خَاتَم النَّبِیِّین (گزشتہ تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والا) کہا گیا ہے ۔ (۱۴۰) کسی کی تکذیب توہین اور مخالفت کو ہرگز روا نہیں رکھا گیا ۔

غرض کہ اسلام انسانی زندگی کا ایک سیدھا سادہ طریقہ ہے جسکو اختیار کرکے دنیا کی ساری قومیں امن و امان کے ذریعہ فلاح ابدی حاصل کرسکتی ہیں ۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

اختتام

اس مختصر مقالہ کے آخرمیں مجھے یہ کہنا ھے کہ بنی نوع انسان کا تمدن اصول ارتقا پر مبنی ھے اسلئے انسان کے طریق عمل کے لئے کسی ایک قانون کو دوام حاصل نہیں ھوسکتا اسی لئے احکام من اللہ جو انسان کے طریق عمل کو ایک بڑی مدت کے لئے منضبط کرتے ھیں وہ بھی اسی تدریجی نسو و نما کے لحاظ سے ھوتے رھے ھیں ۔

آنحضرت صلعم کی تعلیم اس بارے میں کافی واضح ھے کہ ھر نبی کے پیام کا ایک وقت ھے ۔ کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہ پیچھے ھٹ سکتی ھے ۔ پھر (جب وقت آتا ھے) خدا یکے بعد دیگرے اپنے نبی بھیجتا ھے ۔ مگر جتنی مرتبہ نبی ان کے پاس بھیجا جاتا ھے لوگ اس کو جھٹلاتے ھیں ۔ (۱۳۶)

ھر زمانے کے لئے ایک قانون ھوتا ھے ۔ (اور پھر) خدا اس قانون میں سے جو چاھتا ھے مٹا دیتا ھے اور جو چاھتا ھے قائم کردیتا ھے ۔ قانون کی اصل تو اسی کے پاس ھے (۱۳۷)

ھر (نبی) کی امت کیلئے ایک وقت مقرر ھے پھر جب اس کا وقت آجاتا ھے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتی ھے اور نہ آگے نکل سکتی ھے ۔ (پس) اے انسانو ! جب تمھارے پاس

(۱) روایت عمروبن عبسه (احمد بن حنبل)
(۲) روایت ابوا مامه (احمد بن حنبل)
(۳) قرآن سوره جن (۷۲) آیت ۱۴
(۴) روایت ابو هریره (بخاری ـ مسلم ـ ابوداؤد ـ ترمذی ـ مالک)
(۵) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۳۰
(۶) قرآن سوره شمس (۹۱) آیات ۷ و ۸
(۷) قرآن سوره شمس (۹۱) آیات ۹ و ۱۰
قرآن سوره تین (۹۵) آیت ۱ تا ۸
(۸) قرآن سوره روم (۳۰) آیت ۳۰
(۹) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۱۳۸
(۱۰) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۱۵۶
(۱۱) قرآن سوره انعام (۶) آیت ۱۱۷
(۱۲) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۱۴۰
(۱۳) قرآن سوره آل عمران (۳) آیت ۶۷
(۱۴) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۲۱۳
(۱۵) قرآن سوره شوری (۴۲) آیات ۱۳ و ۱۴
(۱۶) قرآن سوره رعد (۱۳) آیت ۳۸

(۳۲) قرآن سورہ انعام (٦) آیت ١٦٠
(۳۳) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۱۷۰
(۳۴) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیات ۱۱۱ و ۱۱۲
(۳۵) قرآن سورہ آل عمران (۳) آیات ۷۵ تا ۷۷
(۳۶) قرآن سورہ آل عمران (۳) آیت ۷۸
(۳۷) روایت ابن عباس (ابوداؤد ۔ ترمذی)
(۳۸) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۱۱۳
(۳۹) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۱۳۵
(۴۰) قرآن سورہ انعام (٦) آیات ۱۵۱ تا ۱۵۳
(۴۱) قرآن سورہ روم (۳۰) آیت ۲۹
(۴۲) قرآن سورہ ص (۳۸) آیت ۲۷
(۴۳) قرآن سورہ نجم (۵۳) آیت ۳۱
(۴۴) قرآن سورہ انعام (٦) آیت ۷۰
(۴۵) روایت انس و عبد اللہ (بیہقی)
(۴٦) روایت جریر بن عبد اللہ (بخاری ۔ مسلم)
(۴۷) روایت ابن عمرو بن العاص (ابوداؤد ۔ ترمذی)
(۴۸) روایت ابوہریرہ (مسلم ۔ ابوداؤد ۔ ترمذی)
(۴۹) روایت معاذ بن جبل (احمد بن حنبل)
(۵۰) روایت زبیر (ترمذی)

(۱۷) قرآن سوره یوس (۱۰) آیت ۴۷
قرآن سوره نحل (۱۶) آیت ۳۶
قرآن سوره فاطر (۳۵) آیت ۲۴

(۱۸) قرآن سوره ابراهیم (۱۴) آیت ۴

(۱۹) قرآن سوره بقره (۲) آیت ۱۵۱

(۲۰) قرآن سوره موسن (۴۰) آیت ۷۸

(۲۱) قرآن سوره نساء (۴) آیات ۱۵۰ تا ۱۵۲

(۲۲) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۱۳۶
قرآن سوره آل عمران (۳) آیت ۸۴

(۲۳) قرآن سوره حجرات (۴۹) آیت ۱۳

(۲۴) روایت عیاض بن حمار المجاشعی (مسلم)

(۲۵) روایت ابوهریره (ترمذی ـ ابوداؤد)

(۲۶) روایت ابوهریره (بخاری ـ مسلم ـ ابوداؤد ـ ترمذی ـ مالک)

(۲۷) قرآن سوره بقرة (۲) آیت ۱۳۹

(۲۸) قرآن سوره آل عمران (۳) آیت ۶۴

(۲۹) قرآن سوره نساء (۴) آیت ۱۷۱

(۳۰) قرآن سوره مؤمنون (۲۳) آیات ۵۲ و ۵۳

(۳۱) قرآن سوره انعام (۶) آیت ۱۰۹

(۶۷) روایت ابن عباس (بیہقی)

(۶۸) روایت ابوہریرہ (مسلم - ترمذی)

(۶۹) روایت عبد اللہ بن اوفی (بخاری - مسلم - ابوداؤد)

(۷۰) روایت ابو ہریرہ (بخاری - مسلم)

(۷۱) قرآن سورہ نحل (۱۶) آیت ۹۰

(۷۲) روایت طارق بن شہاب (مسلم - ابوداؤد - ترمذی - نسائی)

(۷۳) روایت حذیفہ (ترمذی)

(۷۴) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۱۱۴

(۷۵) قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۲

(۷۶) قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۸

(۷۷) قرآن سورہ اعراف (۷) آیت ۲۸

(۷۸) قرآن سورہ اعراف (۷) آیت ۳۳

(۷۹) قرآن سورہ انفال (۸) آیت ۵۳

(۸۰) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۱

(۸۱) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۳۴

(۸۲) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۱۸۷

(۸۳) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۲۲۸

(۸۴) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۷

(۸۵) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۳۲

(۵۱) روایت انس (بیہقی)

(۵۲) روایت انس (بخاری - مسلم - ترمذی - نسائی)

(۵۳) قرآن سورہ بلد (۹۰) آیات ۸ تا ۱۸

(۵۴) قرآن سورہ ماعون (۱۰۷) آیات ۱ تا ۳

(۵۵) قرآن سورہ ماعون (۱۰۷) آیات ۴ تا ۷

(۵۶) قرآن سورہ احقاف (۴۶) آیات ۱۳ و ۱۴

روایت سورہ حم سجدہ (۴۱) آیات ۳۰ تا ۳۲

(۵۷) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۶۲

قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۶۹

(۵۸) قرآن سورہ حج (۲۲) آیت ۶۷

(۵۹) قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۴۸

(۶۰) قرآن سورہ عنکبوت (۲۹) آیت ۲

(۶۱) قرآن سورہ توبہ (۹) آیت ۱۱۱

(۶۲) قرآن سورہ آل عمران (۳) آیت ۹۲

(۶۳) روایت جابر (بخاری - مسلم - ترمذی - احمد بن حنبل)
وروایت حدیفہ (بخاری - مسلم - ابوداؤد - ترمذی)

(۶۴) روایت ابوذر (ترمذی)

(۶۵) روایت ابوجری جابر بن سلیم (ابوداؤد - ترمذی)

(۶۶) روایت بریدہ (ترمذی - نسائی)

(۱۰۱) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۱۵
(۱۰۲) قرآن سورہ نور (۲۴) آیات ۳۰ و ۳۱
(۱۰۳) قرآن سورہ احزاب (۳۳) آیت ۵۹
(۱۰۴) قرآن سورۂ بلد (۹۰) آیت ۱۳
قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۱۷۷
روایت معاذ بن جبل (دارقطنی)
(۱۰۵) قرآن سورہ نور (۲۴) آیت ۳۳
(۱۰۶) قرآن سورہ توبہ (۹) آیت ۶۰
(۱۰۷) قرآن سورہ انعام (۶) آیت ۳۸
(۱۰۸) روایت شرید بن سوید (نسائی)
(۱۰۹) روایت ابن عمر (نسائی)
(۱۱۰) روایت ابن عباس (مسلم ۔ ترمذی ۔ نسائی)
(۱۱۱) روایت جابر (مسلم)
(۱۱۲) روایت ابن عباس (ابو داؤد ۔ ترمذی)
(۱۱۳) روایت جابر (مسلم ۔ ترمذی ۔ ابو داؤد)
(۱۱۴) روایت ابو ہریرہ (بخاری ۔ مسلم)
(۱۱۵) روایت ابن عمر و ابو ہریرہ (بخاری ۔ مسلم)
(۱۱۶) روایت ابوہریرہ (بخاری ۔ مسلم ۔ ابو داؤد ۔ مالک نسا
(۱۱۷) روایت عاصم از محمد بن اسحاق (بخاری)

(۸۶) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۲۱
(۸۷) قرآن سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱
(۸۸) روایت ابن عباس (ابن ماجه)
(۸۹) روایت انس (بیہقی)
(۹۰) روایت ابو ہریرہ (ترمذی)
(۹۱) روایت ابو ہریرہ (مسلم ـ نسائی)
(۹۲) روایت جابر (ابوداؤد)
روایت عائشه (نسائی)
(۹۳) تلخیص از قانون محمدی (Personal Law of the Mahommedans)
مؤلفه جسٹس امیر علی ـ
(۹۴) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۱۲۹
(۹۵) قرآن سورہ احزاب (۳۳) آیت ۴
(۹۶) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۳
(۹۷) قرآن سورہ نور (۲۴) آیت ۳۲
قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۲۵
قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۵
(۹۸) روایت محارب بن دثار (ابو داؤد)
(۹۹) قرآن سورہ نساء (۴) آیات ۳۵ و ۱۲۸
(۱۰۰) قرآن سورہ نساء (۴) آیت ۱۹

(۱۳۱) قرآن سورہ کافرون (۱۰۹)

(۱۳۲) قرآن سورہ انعام (٦) آیت ۱۰۹

(۱۳۳) قرآن سورہ بقرۃ (۲) آیت ۲۵٦

(۱۳۴) قرآن سورہ یونس (۱۰) آیت ۹۹

(۱۳۵) قرآن سورہ مائدہ (۵) آیت ۵۴

(۱۳٦) قرآن سورہ مؤمنون (۲۳) آیات ۴۳ و ۲

(۱۳۷) قرآن سورہ رعد (۱۳) آیات ۳۸ و ۳۹

(۱۳۸) قرآن سورہ اعراف (۷) آیات ۳۴ تا ۳٦

(۱۳۹) روایت ابوہریرہ (ترمذی)

(۱۴۰) قرآن سورہ احزاب (۳۳) آیت ۴۰

(۱۱۸) روایت عبد اللہ از عبد الرحمن (ابو داؤد)
روایت عامر از محمد بن اسحاق (ابو داؤد)
(۱۱۹) روایت عتبه بن عبد السلمی (ابو داؤد)
(۱۲۰) روایت یحیی بن سعید (مالک)
(۱۲۱) روایت ابوهریره (ابوداؤد)
(۱۲۲) روایت حضرت عائشه
(۱۲۳) روایت عبد اللہ بن جعفر (ابوداؤد)
(۱۲۴) روایت جابر (مسلم - ابوداود - ترمذی)
روایت یحیی بن سعید و خالد بن معدن و ابوهریره (مالک)
روایت ابن عمر و ابوهریره (بخاری - مسلم - ابوداؤد - نسائی)
روایت عبد اللہ بن جعفر و عتبه بن عبد السلمی و عبد الرحمن بن عبد اللہ و عامر از محمد بن اسحاق (ابوداؤد)
(۱۲۵) قرآن سوره مائده (۵) آیت ۳۲
(۱۲۶) قرآن سوره توبه (۹) آیت ۱۳
(۱۲۷) قرآن سوره نساء (۴) آیت ۷۵
(۱۲۸) قرآن سوره حج (۲۲) آیت ۳۹
(۱۲۹) قرآن سوره بقرة (۲) آیات ۱۹۰ تا ۱۹۳)
(۱۳۰) قرآن سوره ممتحنه (۶۰) آیات ۸ و ۹